Click To Read Or Download
شب برات کی حقیقت
حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب
www.Islamic-Waves.com

شب برات کی حقیقت

جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی صاحب کا خطاب

شعبان کا مہینہ شروع ہو چکا ہے۔ اور اس ماہ میں ایک مبارک رات آنے والی ہے، جس کا نام ’’شب برات‘‘ ہے۔ چونکہ اس رات کے بارے میں بعض حضرات کا خیال یہ ہے کہ اس رات کی کوئی فضیلت قرآن و حدیث سے ثابت نہیں۔ اور اس رات میں جاگنا، اور اس رات میں عبادت کو خصوصی طور پر باعث اجر و ثواب سمجھنا بے بنیاد ہے، بلکہ بعض حضرات نے اس رات میں عبادت کو بدعت سے بھی تعبیر کیا ہے، اس لیے لوگوں کے ذہنوں میں اس رات کے بارے میں مختلف سوالات پیدا ہو رہے ہیں۔ اس لیے اس کے بارے میں کچھ عرض کر دینا مناسب معلوم ہوا۔

دین اتباع کا نام ہے:

اس سلسلے میں مختصراً گذارش یہ ہے کہ میں آپ حضرات سے بار بار یہ بات عرض کر چکا ہوں کہ جس چیز کا ثبوت قرآن میں یا سنت میں یا صحابہ کرام کے آثار میں، تابعین بزرگان دین کے عمل میں نہ ہو، اس کو دین کا حصہ سمجھنا بدعت ہے اور میں ہمیشہ یہ بھی کہتا رہا ہوں کہ اپنی طرف سے ایک راستہ گھڑ کر اس پر چلنے کا نام دین نہیں ہے۔ بلکہ دین اتباع کا نام ہے۔

کس کی اتباع ؟ حضور اقدس ﷺ کی اتباع ، آپ کے صحابہ کرام کی اتباع ، تابعین اور بزرگان دین کی اتباع۔ اب اگر واقعۃً یہ بات درست ہو کہ اس رات کی کوئی فضلت ثابت نہیں تو بیشک اس رات کو کوئی خصوصی اہمیت دینا بدعت ہوگا، جیسا کہ شب معراج کے بارے میں عرض کر چکا ہوں کہ شب معراج میں کسی عبادت کا ذکر قرآن وسنت میں موجود نہیں۔

اس رات کی فضیلت بے بنیاد نہیں۔

لیکن واقعہ یہ ہے کہ شب برات کے بارے میں یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ اس کی کوئی فضیلت حدیث سے ثابت نہیں، حقیقت یہ ہے کہ دس صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے احادیث مروی ہیں، جن میں نبی کریم ﷺ نے اس رات کی فضیلت بیان فرمائی، ان میں سے بعض احادیث سند کے اعتبار سے بیشک کچھ کمزور ہیں، اور ان احادیث کے کمزور ہونے کی وجہ سے بعض علماء نے یہ کہ دیا کہ اس رات کی فضیلت بے اصل ہے، لیکن حضرات محدثین اور فقہاء کا یہ فیصلہ ہے کہ اگر ایک روایت سند کے اعتبار سے کمزور ہو، لیکن اس کی تائید بہت سی احادیث سے ہو جائے تو اس کی کمزوری دور ہو جاتی ہے، اور جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ دس صحابہ کرام سے اس کی فضیلت میں روایات موجود ہیں لہذا جس رات کی فضیلت میں دس صحابہ کرام سے روایات مروی ہوں اس کو بے بنیاد اور بے اصل کہنا بالکل غلط ہے۔

شب برات اور خیر القرون:

اُمت مسلمہ کے جو خیر القرون ہیں، یعنی صحابہ کرامؓ کا دور، تابعین کا دور، تبع تابعین کا دور، اس میں بھی رات کی فضیلت سے فائدہ اٹھانے کا اہتمام کیا جاتا رہا۔ لوگ اس رات کے نادر عبادت کا خصوصی اہتمام کر رہے ہیں۔ لہذا اس کو بدعت کہنا، یا بے نیاد اور بے اصل کہنا درست نہیں۔ صحیح بات یہی ہے کہ یہ فضیلت والی رات ہے۔ اس رات میں جاگنا، اس میں عبادت کرنا باعث اجر وثواب ہے، اور اس کی خصوصی اہمیت ہے۔

کوئی خاص عبادت مقرر نہیں:

البتہ یہ بات درست ہے کہ اس رات میں عبادت کا کوئی خاص طریقہ مقرر نہیں کہ فلاں طریقہ سے عبادت کی جائے۔ جیسے بعض لوگوں نے اپنی طرف سے ایک طریقہ گھڑ کر یہ کہہ دیا کہ شب برات مین اس خاص طریقے سے نماز پڑھی جاتی ہے مثلاً پہلی رکعت میں فلاں سورت اتنی مرتبہ پڑھی جائے۔ دوسری رکعت مین فلاں سورت اتنی مرتبہ پڑھی جائے وغیرہ وغیرہ۔ اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ یہ بالکل بے بنیاد بات ہے بلکہ نفلی عبادات جس قدر ہو سکے، وہ اس رات میں انجام دی جائے نفلی نماز پڑھیں قرآن کریم کی تلاوت کریں۔ ذکر کریں۔ تسبیح پڑھیں۔ دعائیں کریں یہ ساری عبادتیں اس رات میں کی جاسکتی ہیں، لیکن کوئی خاص طریقہ ثابت نہیں۔

اس رات میں قبرستان جانا:

اس رات میں ایک اور عمل ہے، جو ایک روایت سے ثابت ہے، وہ یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ جنت البقیع میں تشریف لے گئے۔ اب چونکہ حضور اس رات میں جنت البقیع میں تشریف لے گئے تھے۔ اس لیے مسلمان اس بات کا اہتمام کرنے لگے کہ شب برات میں قبرستان جائیں۔ لیکن میرے والد ماجد حضرت مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہ ایک بڑی کام کی بات بیان فرمایا کرتے تھے۔ ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے۔ فرماتے تھے کہ جو چیز رسول کریم ﷺ سے جس درجے میں ثابت ہو، اسی درجہ میں اسے رکھنا چاہیے۔ اس سے آگے نہیں بڑھنا چاہیے۔ لہذا ساری حیات طیبہ میں رسول کریم ﷺ سے ایک مرتبہ جنت البقیع جانا مروی ہے، کہ آپ شب برات میں جنت البقیع تشریف لے گئے، چونکہ ایک مرتبہ جانا مروی ہے، اسلیے تم بھی اگر زندگی میں ایک مرتبہ چلے جاؤ تو ٹھیک ہے۔ لیکن شب برات مین جانے کا اہتمام کرنا۔ التزام کرنا، اور اس کو ضروری سمجھنا، اور اس کو شب برات کے ارکان میں داخل کرنا اور اس کو شب برات کا لازمی حصہ سمجھنا اور اس کے بغیر یہ سمجھنا کہ شب برات نہیں ہوئی، یہ اس کو اس کے درجے سے آگے بڑھانے والی بات ہے۔ لہذا اگر کبھی کوئی شخص اس نقطہ نظر سے قبرستان چلا گیا کہ حضور نبی کریم ﷺ تشریف لے گئے تھے، میں بھی آپ کی اتباع میں جا رہا ہوں۔ تو انشاء اللہ اجر و ثواب ملے گا، لیکن اس کے ساتھ یہ کرو کہ کبھی نہ بھی جاؤ لہذا اہتمام اور التزام نہ کرو، پابندی نہ کرو، یہ درحقیقت دین کی سمجھ کی بات ہے۔ کہ جو چیز جس درجہ میں ثابت ہو، اس کو اسی درجہ میں رکھو، اس سے آگے مت بڑھاؤ۔ اور اس کے علاوہ دوسری نفل عبادت ادا کرلو۔

نوافل گھر پہ ادا کریں:

میں نے سنا ہے کہ بعض لوگ اس رات میں اور شب قدر میں نفلوں کی جماعت کرتے ہیں، پہلے صرف شبینہ با جماعت ہوتا تھا، اب سناہ یکہ صلوٰۃ التسبیح کی بھی جماعت ہونے لگی ہے، یہ صلوۃ التسبیح کی جماعت کسی طرح بھی ثابت نہیں، نا جائز ہے فرض نماز کے علاوہ اور ان نمازوں کے علاوہ جو حضور اقدس ﷺ سے با جماعت ادا کرنا ثابت ہیں، مثلا! تراویح، کسوف اور استسقاء کی نماز ان کے علاوہ ہر نماز کے بارے میں افضل یہ ہے کہ نماز اپنے گھر میں ادا کرے، صرف فرض نماز کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے اندر صرف افضل نہیں، بلکہ سنت موکدہ قریب بواجب ہے کہ اس کو مسجد میں جا کر جماعت سے ادا کرے۔ لیکن سنت اور نفل میں اصل قاعدہ یہ ہے کہ انسان اپنے گھر میں ادا کرے۔ لیکن جب فقہاء نے یہ دیکھا کہ لوگ گھر جا کر بعض اوقات سنتوں کو ترک کر دیتے ہیں۔ اس لیے انہوں نے یہ بھی فرما دیا کہ اگر سنتیں چھوٹنے کا خوف ہو تو مسجد ہی میں پڑھ لیا کریں۔ تا کہ چھوٹ نہ جائیں، ورنہ اصل قاعدہ یہی ہے کہ گھر میں جا کر ادا کریں اور نفل کے بارے میں تمام فقہاء کا اس پر اجماع ہے کہ نفل نماز میں افضل یہ ہے کہ اپنے گھر میں ادا کرے، اور نفلوں کی جماعت حنفیہ کے نزدیک مکروہ تحریمی اور نا جائز ہے اور اگر جماعت سے نفل پڑھ لئے تو ثواب تو کیا ملے گا۔ الٹا گناہ ملے گا۔

فرض نماز جماعت کے ساتھ ادا کریں:

بات دراصل یہ ہے کہ فرائض دین کا شعار ہیں، دین کی علامت ہیں لہذا ان کو جماعت کے ساتھ مسجد میں ادا کرنا ضروری ہے کہ کوئی آدمی یہ سوچے کہ اگر میں مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھوں گا تو اس میں ریاکاری کا اندیشہ ہے، اس لیے میں گھر ہی میں نماز پڑھ لوں، اس کے لیے ایسا کرنا جائز نہیں، اس کو حکم یہ ہے کہ مسجد میں جا کر جماعت پڑھو، اس لیے کہ اس کے ذریعہ دین اسلام کا ایک شعار ظاہر کرنا مقصود ہے، دین اسلام کی ایک شوکت کا مظاہرہ مقصود ہے، اس لیے اس کو مسجد ہی میں ادا کرو۔

نوافل میں تنہائی مقصود ہے:

لیکن نفل میں ایک ایسی عبادت ہے، جس کا تعلق بس بندہ اور اس کے پروردگار سے ہے، بس تم ہو اور تمہارا اللہ ہو، تم ہو اور تمہارا پروردگار ہو، جیسا کہ حضرت صدیق اکبرؓ کے واقعہ میں آتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تلاوت اتنی آہستہ سے کیوں کرتے ہو؟ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ

اسمعت من ناجیت

(ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، باب رفع الصوت، حدیث نمبر ۱۳۲۹)

یعنی جس ذات سے یہ مناجات کر رہا ہوں، اس کو سنا دیا، اب دوسروں کو سنانے کی کیا ضرورت ہے؟ لہذا نفلی عبادت کا تو حاصل یہ ہے کہ وہ ہو، اور اس کا پروردگار ہو، کوئی تیسرا شخص درمیان میں حائل نہ ہو، اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ میرا بندہ براہِ راست مجھ سے تعلق قائم کرے، اس لیے نفلی عبادتوں میں جماعت اور اجتماع کو مکروہ قرار دے دیا، اور یہ حکم دے دیا کہ اکیلے آؤ، تنہائی اور خلوت میں آؤ، اور ہم سے براہِ راست رابطہ قائم کرو، یہ خلوت اور تنہائی کتنا بڑا انعام ہے، ذرا غور تو کرو، بندہ کو کتنے بڑے انعام سے نوازا جا رہا ہے ، کہ خلوت اور تنہائی بڑا انعام ہے، ذرا غور تو کرو، بندہ کو کتنے بڑے انعام سے نوازا جا رہا ہے، کہ خلوت اور تنہائی میں ہمارے پاس آؤ۔

تنہائی میں ہمارے پاس آؤ:

بادشاہ کا ایک عام دربار ہوتا ہے، اسی طرح جماعت کی نماز اللہ تعالیٰ کا عام دربار ہے، دوسرا خاص دربار ہوتا ہے۔ جو خلوت اور تنہائی کا ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ جب تم ہمارے عام دربار میں حاضری دیتے ہو، تو اب ہم تمہیں خلوت اور تنہائی کا بھی موقع دیتے ہیں۔ اب اگر کوئی شخص اس تنہائی کے موقع کو جلوت میں تبدیل کر دے اور جماعت بنا دے تو ایسا شخص اس خاص دربار کی نعمت کی ناقدری کر رہا ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ تو یہ فرما رہے ہیں کہ تم تنہائی میں آؤ، ہم سے مناجات کرو، ہم تنہائی میں تمہیں نوازیں گے۔ لیکن تم ایک جم غفیر اکھٹا کر کے لے جا رہے ہو۔

تم نے اس نعمت کی ناقدری کی:

مثلاً اگر کوئی بادشاہ ہے تو اس سے ملاقات کے لیے دربار میں گئے وہ بادشاہ تم سے یہ کہے کہ آج رات کو 9 بجے تنہائی میں میرے پاس آجانا، تم سے کچھ پرائیویٹ بات کرنی ہے، جب رات کے 9 بجے تو آپ نے اپنے دوستوں کا ایک جمگھٹا اکھٹا کر لیا، اور سب دوستوں کو لے کر بادشاہ کے دربار میں حاضر ہو گے، بتایئے کہ آپ نے اس بادشاہ ی قدر کی ناقدری کی؟ اس نے تو تمہیں یہ موقع دیا تھا کہ تم تنہائی میں میرے پاس آؤ، تم سے تنہائی میں بات کرنی تھی، تمہیں خلوت میں خاص ملاقات کا موقع دینا تھا اور اپنے ساتھ رابطہ اور تعلق استوار کرنا تھا اور تم پوری جماعت بنا کر اس کے پاس لے گئے، تو یہ تم نے اس کی ناقدری کی۔

اس لیے امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نفلی عبادت کی اس طرح ناقدری نہ کرو، نفلی عبادت کی قدر یہ ہے کہ تم ہو اور تمہارا اللہ ہو، تیسرا کوئی نہ ہو، لہذا نفلی عبادات جتنی بھی ہیں، ان سب کے اندر اصول یہ بیان فرمادیا کہ تنہائی میں اکیلے عبادت کرو، اس کے اندر جماعت کے مکروتحریمی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تو یہ نداری جارہی ہے کہ:

الاهل من مستغفر فاغفر له

کوئی ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرے تو میں اس کی مغفرت کروں؟ یہاں لفظ ''مستغفر'' مفرد کا صیغہ استعمال کیا، یعنی کوئی تنہائی میں مجھ سے رحمت طلب کرنے والا ہے اب اللہ تعالیٰ تو یہ فرمارہے ہیں کہ تنہائی میں میرے پاس آکر مجھ سے مانگو، لیکن ہم نے کیا کہ شبینہ کا انتظام کیا، چراغاں کیا، اور لوگوں کو اس کی دعوت دی کہ میرے پاس اگر میری اس خلوت میں شریک ہو جاؤ، حقیقت میں یہ اللہ تعالیٰ کے انعام کی ناقدری ہے، لہذا شبینہ ہو، یا صلوٰۃ التسبیح کی جماعت ہو، یا کوئی اور نفلی جماعت ہو یہ سب ناجائز ہے۔

گوشہ تنہائی کے لمحات:

یہ فضیلت والی راتیں شور وشغب کی راتیں نہیں ہیں، میلے ٹھیلے کی راتیں نہیں۔ یہ اجتماع کی راتیں نہیں بلکہ یہ راتیں اس لئے ہیں کہ گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلقات استوار کر لو، اور تمہارے اور اس کے درمیان کوئی حائل نہ ہو۔

لوگ یہ عزر کرتے ہیں کہ اگر تنہائی میں عبادت کرنے بیٹھے ہیں تو نیند آجاتی ہے مسجد، میں شبینہ اور روشنی ہوتی ہے اور ایک جم غفیر ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے نیند پر قابو پانے میں آسانی ہو جاتی ہے، ارے اس بات پر یقین کرو کہ اگر تمہیں چند لمحات گوشہ تنہائی میں اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کے میسر آگئے تو وہ چند لمحات اس ساری رات سے بدر جہاں بہتر ہیں جو تم نے میلے میں گزاری۔ اس لئے کہ تنہائی میں جو وقت گزار وہ سنت کے مطابق گزار وہ خلاف سنت گزارا، وہ رات اتنی قیمتی نہیں جتنے وہ چند لمحات قیمتی ہیں۔ جو آپ نے اخلاص کے ساتھ ریا کے بغیر گوشہ تنہائی میں گزار لیئے۔

وہاں گھنٹے شمار نہیں ہوتے:

میں ہمیشہ کہتا رہا ہوں کہ اپنی عقل کے مطابق کام کرنے کا نام دین نہیں، اپنا شوق پورا کرنے کا نام دین نہیں، بلکہ ان کے کہنے پر عمل کرنے کا نام دین ہے، ان کی پیروی اور اتباع کا نام دین ہے۔ یہ بتاؤ کہ کیا اللہ تعالیٰ تمہارے گھنٹے شمار کرتے ہیں کہ تم نے مسجد میں کتنے گھنٹے گذارے؟ وہاں گھنٹے شمار نہیں کئے جاتے، وہاں تو اخلاص دیکھا جاتا ہے۔ اگر چند لمحات بھی اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ساتھ رابطہ میں میسر آ گئے، تو وہ چند لمحات ہی انشاء اللہ بیڑا پار کر دیں گے، لیکن اگر آپ نے عبادت میں کئی گھنٹے گزار دیئے، مگر سنت کے خلاف گزارے تو اس کا کچھ بھی حاصل نہیں۔

اخلاص مطلوب ہے:

میرے شیخ حضرت ڈاکٹر عبدالحئی قدس اللہ سرہ بڑے کیف کے عالم میں فرمایا کرتے تھے کہ جب تم لوگ سجدے میں جاتے ہو تو سجدہ میں ''سبحان ربی الاعلیٰ'' کئی مرتبہ کہتے ہو، لیکن مشین کی طرح زبان پر یہ تسبیح جاری ہو جاتی ہے، لیکن اگر کسی دن یہ کلمہ ''سبحان ربی الاعلیٰ'' ایک مرتبہ اخلاص کے ساتھ دل سے نکل گیا تو یقین کیجئے کہ اللہ تعالیٰ اس ایک مرتبہ ''سبحان ربی الاعلیٰ'' کی بدولت بیڑہ پار کر دیں گے۔

لہذا یہ مت خیال کرو کہ اگر تنہا گھر میں رہ کر عبادت کریں گے تو نیند آجائے گی۔ اس لیے کہ اگر نیند آجائے تو سو جاؤ، لیکن چند لمحات جو عبادت میں گزارو، وہ سنت کے مطابق گزارو، حضور اقدس ﷺ کی سنت یہ ہے کہ فرماتے ہیں کہ اگر قرآن شریف پڑھتے پڑھتے نیند آجائے تو سو جاؤ، اور سو کر تھوڑی سی نیند پوری کر لو، اور پھر اٹھ جاؤ، اس لیے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ نیند کی حالت میں قرآن شریف پڑھتے ہوئے تمہارے منہ سے کوئی لفظ غلط نکل جائے۔ لہذا ایک آدمی ساری رات سنت کے خلاف جاگ رہا ہے اور دوسرا آدمی صرف ایک گھنٹے جاگا، لیکن سنت کے مطابق جاگا، اور اپنے پروردگار کے حکم کے مطابق جاگا، تو یہ دوسرا شخص پہلے شخص سے کئی درجہ بہتر ہے۔

ہر عبادت کو حد پر رکھو:

اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اعمال کی گنتی نہیں ہے، بلکہ اعمال کا وزن ہے، وہاں تو یہ دیکھا جائے گا کہ اس کے عمل میں کتنا وزن ہے؟ لہذا اگر تم نے گنتی کے اعتبار سے اعمال، تو بہت کر لئے، لیکن ان میں وزن پیدا نہیں کیا تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس لیے فرمایا کہ نیند آجائے تو پڑ کر سو جاؤ، اور پھر اللہ تعالیٰ توفیق دے تو اٹھ کر پھر عبادت میں لگ جاؤ، لیکن سنت کے خلاف کام نہ کرو، لہذا جو عبادت جماعت کے ساتھ جس حد تک ثابت ہو، اسی حد تک کرو، مثلاً فرض کی جماعت ثابت ہے، رمضان المبارک میں تراویح کی جماعت ثابت ہے، رمضان میں وتر کی جماعت ثابت ہے، اسی طرح نماز جنازہ کی جماعت واجب علی الکفایہ ہے، عیدین کی نماز با جماعت ثابت ہے، نماز استسقاء اور نماز کسوف اگر چہ سنت ہے، لیکن ان دونوں میں چونکہ حضور ﷺ سے جماعت ثابت ہے، اور شعائر اسلام میں سے ہیں، لہذا ان کو جماعت سے ادا کرنا جائز ہے، ان کے علاوہ جتنی نمازیں ہیں، ان میں جماعت نہیں ہے، ان میں تو اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ بندہ مجھ سے تنہائی میں ملاقات کرے، اللہ تعالیٰ نے تنہائی میں ملاقات کا جو اعزاز بخشا ہے، یہ معمولی اعزاز نہیں ہے، اس اعزاز کی قدر کرنی چاہیے۔

عورتوں کی جماعت:

ایک مسئلہ عورتوں کی جماعت کا ہے، مسئلہ یہ ہے کہ عورتوں کی جماعت پسندیدہ نہیں ہے، چاہے وہ فرض نماز کی جعت ہو، یا سنت کی ہو، یا نفل کی ہو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو یہ حکم فرما دیا کہ اگر تمہیں عبادت کرنی ہے تو تنہائی میں کرو، جماعت عورتوں کے لیے پسندیدہ نہیں، جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ دین اصل میں شریعت کے اتباع کا نام ہے اب یہ مت کہو کہ ہمارا تو اس طرح عبادت کرنے کو دل چاہتا ہے، اس دل کے چاہنے کو چھوڑ دو، اس لیے کہ دل تو بہت ساری چیزوں کو چاہتا ہے اور صرف دل چاہنے کی وجہ سے کوئی چیز دین میں داخل نہیں ہو جاتی، جس بات کو رسول اللہ ﷺ نے پسند نہیں کیا، اس کو محض دل چاہنے کی وجہ سے نہیں کرنا چاہیے۔

رسم حلوہ:

اس کو بھی ایسا لازم کرلیا گیا ہے کہ اس کے بغیر شب برات ہی نہیں ہوئی، فرائض ہو واجبات کے ترک پر اتنی ندامت وافسوس نہیں ہوتا جتنا اس کے ترک پر اور جو شخص نہیں کرتا اس کو کنجوس وبخیل وغیرہ کے القاب دے کر شرمایا جاتا ہے۔ جس میں بہت سی خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں۔ ایک غیر ضروری چیز کا واجب کی طرح اہتمام کرنا۔ فضول خرچی وغیرہ وغیرہ۔ اور اس نو ایجاد شریعت کے لیے طرح طرح کی لغو ضرورتیں تراشی جاتی ہیں، کوئی کہتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ کا دندان مبارک جب شہید ہوا تو آپ نے حلوہ نوش فرمایا تھا، یہ اس کی یادگار ہے اور کوئی کہتا ہے کہ حضرت امیر حمزہ اس تاریخ میں شہید ہوئے تھے ان کی فاتحہ ہے۔ اول تو سرے سے یہی غلط ہے کہ دندان مبارک ان دنوں میں شہید ہوا ہو یا امیر حمزہ اس تاریخ میں شہید ہوئے ہوں کیونکہ دونوں حادثے ماہِ شوال میں واقع ہوئے ہیں۔ اور پھر بالفرض اگر ہوں تو اس قسم کی یادگاریں بغیر کسی شرعی امر کے قائم کرنا خود بدعت اور ناجائز ہے اس کے علاوہ یہ عجیب طرح کی فاتحہ ہے کہ خود ہی پکایا اور خود ہی کھا گئے یا دو چار اپنے احباب کو کھلا دیا، فقیر اور مساکین جو اس کے اصلی مستحق ہیں وہ یہاں بھی دیکھتے ہی رہ جاتے ہیں۔ بالخصوص جب کہ واجبات کی طرح اہتمام ہونے لگے تو ایسی صورت میں مباح بلکہ مستحبات بھی فقہا کے نزدیک قابل ترک ہو جاتے ہیں۔

شب برات اور حلوہ:

بہر حال ! یہ شب الحمد اللہ فضیلت کی رات ہے اور اس رات میں جتنی عبادت کی توفیق ہو، اتنی عبادت کرنی چاہیے، باقی جو اور فضولیات اس رات میں حلوہ وغیرہ پکانے کی شروع کر لی گئی ہیں، ان کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں، اس لیے کہ شب برات کا حلوے سے کوئی تعلق نہیں، اصل بات یہ ہے کہ شیطان ہر جگہ انا حصہ لگا لیتا ہے، اس نے سوچا کہ اس شب برات میں مسلمانوں کے گناہوں کی مغفرت کی جائے گی، چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ اتنے انسانوں کی مغفرت فرماتے ہیں جتنے قبیلہ کلب کی بکریوں کے جسم پر بال ہیں۔

شیطان نے سوچا کہ اگر اتنے سارے آدمیوں کی مغفرت ہوگئی پھر تو میں لٹ گیا، اس لیے اس نے اپنا حصہ لگا دیا۔ اس نے لوگوں کو یہ سکھا دیا کہ شب برات آئے تو حلوہ پکایا کرو، ویسے تو سارے سال کے کسی دن بھی حلوہ پکانا جائز اور حلال ہے، جس شخص کا جب دل چاہے، پکا کر کھالے، شب برات سے اس کا کیا تعلق؟ نہ قرآن میں اس کا ثبوت ہے، نہ حدیث میں اس کے بارے میں کوئی روایت نہ صحابہؓ کے آثار میں، نہ تابعین کے عمل، میں اور بزرگان دین کے عمل میں کہیں اس کا کوئی تذکرہ نہیں، لیکن شیطان نے لوگوں کو حلوہ پکانے میں لگا دیا، چنانچہ سب لوگ پکانے اور کھانے میں لگے گئے۔ اب یہ حال ہے کہ عبادت کا اتنا اہتمام نہیں، جتنا اہتمام حلوہ پکانے کا ہے۔

بدعات کی خاصیت:

ایک بات ہمیں یاد رکھنے کی ہے، وہ یہ میرے والد ماجد حضرت مفتی شفیع صاحب قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ بدعات کی خاصیت یہ ہے کہ جب آدمی بدعات کے اندر مبتلا ہو جاتا ہے، تو اس کے بعد پھر اصل سنت کے کاموں کی توفیق کم ہو جاتی ہے، چنانچہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ جو لوگ صلوٰۃ التسبیح کی جماعت میں دیر تک کھڑے رہتے ہیں، وہ لوگ پانچ وقت کی فرض جماعتوں میں کم نظر آئیں گے۔ اور جو لوگ بدعات کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ مثلاً حلوہ مانڈا کرنے اور کونڈے میں لگے ہوئے ہیں، وہ فرائض سے غافل ہوتے ہیں، نمازیں قضا ہو رہی ہیں، جماعتیں چھوٹ رہی ہیں۔ اس کی تو کوئی فکر نہیں لیکن یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔

اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے تو سب سے زیادہ تاکید اس کی فرمائی تھی کہ جب کسی کا انتقال ہو جائے تو اس کی میراث شریعت کے مطابق جلدی تقسیم کرو، لیکن اب یہ ہو رہا ہے کہ میراث تقسیم کرنے کی طرف تو دھیان نہیں ہے، مگر تیجہ ہو رہا ہے، دسواں ہو رہا ہے، چالیسواں ہو رہا ہے، برسی ہو رہی ہے، لہذا بدعات کی خاصیت یہ ہے کہ جب انسان اس کے اندر مبتلا ہوتا ہے تو سنت سے دور ہوتا چلا جاتا ہے، اور سنت والے اعمال کرنے کی توفیق نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے، آمین۔۔۔۔ بہر حال ان فضولیات اور بدعات سے بچنا چاہیے باقی یہ رات فضیلت کی رات ہے، اور اس رات کے بارے میں بعض لوگوں نے جو خیال ظاہر یا کہ اس رات میں کوئی فضیلت نہیں، یہ خیال صحیح نہیں ہے۔

پندرہ شعبان کا روزہ:

ایک مسئلہ شب برات کے بعد والے دن یعنی پندرہ شعبان کے روزے کا ہے اس کو بھی سمجھ لینا چاہیے وہ یہ کہ سارے ذکر یہ حدیث میں اس روزے کے بارے میں صرف ایک روایت میں ہے کہ شب برات کے بعد والے دن روزہ رکھو۔لیکن یہ روایت ضعیف ہے لہذا اس روایت کی وجہ سے خاص اس پندرہ شعبان کے روزے کو سنت یا مستحب قرار دینا بعض علماء کے نزدیک درست نہیں۔ البتہ پورے شعبان کے مہینے میں روزہ رکھنے کی فضلیت ثابت ہے۔ یعنی یکم شعبان سے ستائیس شعبان کو روزہ رکھنے کی فضلیت ثابت ہے یعنی یکم شعبا سے ستائیس شعبان کو رواز ہ رکھنے کی فضلیت ثابت ہے لیکن ۲۸ اور ۲۹ شعبان کو حضو ﷺ نے روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے کہ رمضان سے ایک دو روز پہلے روزہ مت رکھو۔ تا کہ رمضان کے روزوں کے انسان نشاط کے ساتھ تیار رہے، لیکن یکم شعبان سے ۲۷ شعبان تک ہر دن روزہ رکھنے میں فضلیت ہے دوسرے یہ کہ پندرہ دن تاریخ ایام بیض میں سے بھی ہے اور حضو ﷺ اکثر ہر ماہ کے ایام بیض میں تین دن روزہ رکھا کرتے ہیں یعنی ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ تاریخ کو لہذا اگر کوئی شخص ان دو وجہ سے ۱۵ تاریخ کا روزہ رکھے ایک اس وجہ سے کہ یہ شعبان کا دن ہے دوسرے اس وجہ سے ۱۵ تاریخ کا روزہ رکھے، ایک اس وجہ سے کہ یہ شعبان کا دن ہے دوسرے اس وجہ سے کہ یہ ۱۵ تاریخ ایام بیض میں داخل ہے اگر اس نیت سے روزہ رکھ لے تو انشاء اللہ موجب اجر ہوگا۔ لیکن خاص پندرہ تاریخ کی خصوصیت کے لحاظ سے اس روزے کو سنت قرار دینا بعض علماء کے نزدیک درست نہیں۔ اسی وجہ سے اکثر فقہاء کرام نے جہاں مستحب قرار دینا بعض علماء کے نزدیک درست نہیں۔ اسی وجہ سے اکثر فقہاء کرام نے جہاں مستحب روزوں کا ذکر کیا ہے وہاں محرم کی دس تریخ کے روزے کا ذکر کیا ہے یوم عرفہ کے روزے کا ذکر کیا ہے لیکن پندرہ شعبان کے روزے کا علیحدہ

بحث ومباحثہ سے پرہیز کریں:

یہ شب برات اور اس کے روزے کے احکام کا خلاصہ ہے بس ان باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے عمل کیا جائیے، باقی اس بارے میں بہت زیادہ بحث ومباحثے میں نہیں پڑنا چاہیئے آج کل یہ مسئلہ کھڑا ہوگیا کہ اگر کسی نے کوئی بات کہہ دی تو اس پر بحث ومباحثہ شروع ہوگیا حالانکہ ہونا یہ چاہیئے کہ جب کسی ایسے شخص سے کوئی بات سنی ہے جس پر آپ کو اعتماد اور بھروسہ، تو بس اسی پر عمل کرلو، کوئی دوسرا شخص دوسری بات کہتا ہے تو پھر بحث میں تم پڑو، اس لئے کہ حضورﷺ نے بحث میں پڑنے سے منع فرمایا ہے، چنانچہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"المراء یطفئی نور العلم"

ہمارے ایک شاعر اکبر الہٰ آبادی مرحوم گزرے ہیں۔ اس بارے میں ان کا ایک شعر بڑا اچھا ہے وہ کہتے ہیں کہ

"مذہبی بحث میں نے کی ہی نہیں
فالتو عقل مجھ میں تھی ہی نہیں"

یہ مذہبی بحث جس میں فضول وقت ضائع ہو، اس سے کچھ حاصل نہیں، اور جن لوگوں کے پاس فالتو عقل ہوتی ہے۔ وہ اس قسم کی بحث ومباحثے میں پڑتے ہیں، اس لئے ہم تو یہ کہتے ہے ہیں کہ جس عالم پر تم کو بھروسہ ہو، اس کے کہنے ہر عمل کرلو انشاء اللہ تمہاری نجات ہوجائے گی۔ اگر کوئی دوسرا علم دوسری بات کہہ رہا ہے تو پھر تمہیں اس میں الجھنے کی ضرورت نہیں بس سیدھا راستہ یہی ہے۔

رمضان کیلئے پاک صاف ہو جاؤ:

بہر حال حقیقت یہ ہے کہ اس رات کی فضیلت کو بے اصل کہنا غلط ہے اور مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ شب برات رمضان المبارک سے دو ہفتے پہلے رکھی ہے، یہ درحقیقت رمضان المبارک کا استقبال ہے، رمضان کی ریہرسل ہورہی ہے رمضان کی تیاری کرائی جارہی ہے کہ تیار ہو جاؤ اب وہ مقدس مہینہ آنے والا ہے جس میں ہماری رحمتوں کی بارش برسنے والی ہے جس میں مغفرت کے دروازے کھولنے والے ہیں اس کے لیے ذرا تیار ہو جاؤ۔

دیکھئے جب آدمی کسی بڑے دربار میں جاتا ہے تو جانے سے پہلے اپنے آپ کو پاک صاف کرتا ہے نہاتا دھوتا ہے، کپڑے وغیرہ بدلتا ہے، لہذا جب اللہ کا عظیم دربار رمضان کی صورت میں کھلے والا ہے تو اس دربار میں حاضری سے پہلے ایک رات دے دی۔ اور یہ فرمایا کہ آؤ ہم تمہیں اس رات کے اندر نہلا دھلا کر پاک صاف کردیں، گناہوں سے پاک صاف کریں، تا کہ ہمارے ساتھ تعلق صحیح معنی میں قائم ہو جائے اور جب یہ تعلق قائم ہوگا اور تمہارے گناہ دھلیں گے تو اس کے بعد تم رمضان المبارک کی رحمتوں سے صحیح معنی میں فیض یاب ہو جاؤ گے اس غرض کے لیے مبارک رات کی قدر کرنے اور اس رات میں عبادت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد اللہ رب العالمین۔